قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا حبیب اللہ و لافخر

شکر خدا کا کہ حسب فرمائش مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب یہ

رسالہ بے نظیر و تقریر دلپذیر موسوم بہ

☆

# *مناظرہ صمدیہ*

☆

در دفع صداع

شش و پنج از سر مدعیان

وجود شش انبیاء مثل

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم


**ناشر**

مکتبہ صمدیہ پھپھوند شریف، ضلع اوریا

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

و به نستعین الحمد للّٰہ الذین جعل نبینا خاتم النبیین و جعنا من امته افضل المرسلین و الصلوٰة و السلام علی اکرم الاولین و الاخرین و علی اله المکرمین و اصحابه المعظمین امابعد.

حمد وصلوٰۃ کے فقیر حفیظ اللہ ابن شیخ رحیم اللہ غفر اللہ لہما مقیم گونڈہ عرض کرتا ہے سنی مسلمان بھائیوں کی خدمت مین کہ اس زمانہ میں ہر قسم کے فتنہ اور فسادات دین کے درمیان میں پڑ گئے ہیں۔ جس شخص کے جو دل میں آتا ہے وہ بک دیتا ہے اور جو خیال میں آتا ہے وہ کہہ دیتا ہے اللہ کے کلام پاک کا لحاظ نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کا پاس نہیں بالفعل ایک فتنہ پیدا ہوا ہے کہ جس سے طبیعت کو تنفر ہے اور کانوں کو اس کے سننے سے اعتراض ہے۔ اس فتنہ کا بانی امیر حسن سہسوانی ہے ہداہ اللہ تعالیٰ الی الصراط المستقیم وہ دعوی کرتا ہے کہ جناب سرور عالم فخر بنی آدم بنی معظم رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر آپ کی صفات غیر قابلیت الاشتراک و التعدد میں چھ آدمی اور موجود ہیں اور یہ جو عقیدہ اہل اسلام کا سلف سے خلف تک چلا آتا ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہاں سے افضل ہیں اور اللہ کے نزدیک کسی کا مرتبہ آپ کی برابر نہیں ہے اور ہر کہ ومہ کی زبان پر سے مصرع:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی تفسیر عزیزی میں اس مصرع کو لکھا ہے اس عقیدہ کو اس فتنہ کا بانی کفر ٹھہراتا ہے۔ نعوذ باللہ من شر الشیطان اللھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم.

الحمد للہ علماء اعلام کی توجہ اور التفات سے اغوا کرنا اس مغوی کا بند ہو گیا حتی کہ اس کے اساتذہ نے اس فتنہ کی تردید کما ینبغی کر دی اور ایک رسالہ فتاوائے بے نظیر در نفی مثل آنحضرت بشیر و نذیر چھپ کر مشتہر ہو گیا۔ اس رسالہ میں بہت علمائے ہندوستان کے کیا سنی کیا وہابی فتوی اس فتنہ کے بانی کے کفر اور گمراہی پر اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے پر اور اس کی تجدید نکاح پر موجود ہیں اب ایک کاغذ مناظرہ مجھ کو دستیاب ہوا ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جناب مولانا سید عبد الصمد صاحب سہوانی سے اور مولوی امیر احمد صاحب سے مناظرہ دوسری ذی الحجہ ۱۲۸۹ھ کو خیر آباد میں منشی برکت علی خاں صاحب مرحوم کے مکان پر ہوا اسی مسئلہ میں اور مولوی امیر احمد نے علی روس الاشہاد اقرار بھی کر لیا اور تنزل کیا اپنے والد میاں امیر حسن کے دعوی اور اپنے دعوی سابقہ سے اور کہہ دیا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر وہ چھ آدمی فقط ختم نبوت میں شریک ہیں نہ اور کسی صفت میں اور اگر مولوی امیر احمد انقطاع سلسلہ بحث کا نہ کرتے تو کیا عجب تھا کہ اقرار کر لیتے عقیدہ سلف صالحین کا اور اس عقیدہ مخروجہ سے معرا اور مبرا ہو جاتے لیکن و اللہ یھدی من یشاء الی الصراط المستقیم اور اس کاغذ کے اوپر حضرات حضار حلیہ کے مواہر اور دستخط بھی موجود ہیں لیکن ناظرین با انصاف کو چاہیے کہ قبل ملاحظہ تحریر مناظرہ کے ان چند باتوں کو بھی معائینہ فرمائیں۔

اول یہ کہ اس مسئلہ میں فکر کریں کہ اب تک گفتگو مخالفین کی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر آپکی صفات غیر قابلیت الاشتراک والتعدد میں سات آدمی موجود ہیں بعد ذلت خفت کے چھ کا اقرار کیا اور کو معزول کیا ان کے فرزند دلبند میاں امیر احمد نے بمقام خیر آباد عین مناظرہ میں اقرار کیا کہ وہ چھ آدمی فقط ختم نبوت میں شریک ہیں نہ اور کسی صفت میں۔

دوسرے یہ کہ مولوی امیر احمد یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے اپنے مناظرہ احمدیہ میں لکھ دیا ہے کہ مجھ سے اور مولوی عبد القادر صاحب سے بمقام شیخو پور مباحثہ ہوا حالانکہ شیخو پور اور اس نواح کے لوگ خوب جانتے ہیں کہ جناب مولانا حضرت مولوی عبد القادر صاحب ادام اللہ برکاتہم کے ایک شاگرد سے کہ جن کا نام مولوی غلام غوث صاحب ہے بحث ہوئی اور یہی مولوی امیر احمد اور مولوی غلام غوث صاحب ایک زمانہ کے حضرت مولانا صاحب کے شاگرد ہیں اور اسی امر کو خوب تصریح کر کر جناب مولوی فضل المجید صاحب نے جو برادر ہیں جناب شیخ شرف الدین صاحب رئیس شیخو پور کی تحقیقات محمدیہ میں لکھا ہے "سبحانك هذا بهتان عظيم" اور انہیں مولوی امیر احمد کے والد اور استاد مولوی امیر حسن سے حاجی فرخند علی صاحب کے مکان پر جناب مولانا سید عبد الصمد صاحب سے گفتگو ہوئی اور عین گفتگو میں بہت آدمیوں کے درمیان میں یہ کہا کہ میرے سر میں درد ہوتا ہے اور مجھ کو نیند آتی ہے انہیں باتوں کی وجہ سے گفتگو ملتوی ہوگئی جن کے والد اور استاد کا حال جناب مولانا صاحب قبلہ کے شاگرد کے مقابلہ میں یہ ہو ان کا خود حضرت مولانا صاحب سے بحث کرنا ظاہر ہے۔

تیسرے یہ کہ اس جلسہ میں مولانا سید نبی بخش صاحب بھی جن کے اوپر تمام خیر آباد اور جوار خیر آباد کا اعتماد اور اعتبار ہے تشریف رکھتے تھے اور مولوی امیر احمد صاحب بھی ان کو ہر

بات میں حکم قرار دیتے تھے۔ان کی تحریر بھی اس تحریر کی صحت پر موجود ہے۔

چوتھے یہ کہ مولوی امیر احمد کا حال یہ تھا کہ ایک بات کو کہتے تھے کہ وہ تمام نہ ہونے پائی تھی دوسرے پر کود جاتے تھے اور جناب مولانا سید عبدالصمد صاحب ایک ایک بات کو ان کے چھ چھ اور سات سات طرح پر رد کرتے تھے اور وہ ایک دو اعتراض کا جواب دیتے تھے اور باقی کو اڑا جاتے تھے۔

پانچویں یہ کہ جناب مولانا سید عبدالصمد صاحب چاہتے تھے کہ گفتگو علی التوالی تقریر ایا تحریر اجاری رہے گفتگوئے تقریری کا تو حال یہ ہوا کہ جو عبارتیں آخر جلسہ میں شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی بشیر الدین قنوجی کے پیش کیں ان کا کچھ جواب نہیں دیا اور تحریر کا معاملہ یہ ہوا کہ صبح کو جو دو سوال متعلق اسی بحث کے لکھ کر بھیجے اور ان کا جواب چاہا اور عبارتوں کا بھی جواب طلب کیا اس کاغذ کو دیکھ کر واپس کیا اور جواب نہیں لکھا۔

چھٹی یہ کہ اس فتنہ کے بانی نے فقط جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تنقیص شان نہیں کی بلکہ انبیائے اولوالعزم کی بھی شان میں ٹیہ لگا دیا مثل حضرت آدم اور حضرت ابراہیم اور حضرت نوح اور حضرت عیسی صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے یہاں تک کہ بڑھ گیا طرف جناب اقدس کے اور پھاڑ دیا پردہ عظمت کو ساتھ اس چیز کے کہ لازم کر لیا اللہ جل جلالہ کی جھوٹے ہونے کو بالفعل اگرچہ اس کے اکابر بالامکان کے قائل ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## استفسار مخدوم بندہ

حضرت میں ایک بات کا استفتا کرتا ہوں اس کو راست راست جو پیش آیا ہو بیان

فرمائے وہ یہ ہے کہ شب دوم ذی الحجہ ۱۲۸۹ ہجری کو جو ایک جلسہ بتقریب مناظرہ خیر آباد میں پیش آیا تھا اور جناب مولوی امیر احمد صاحب اور جناب مولوی سید عبدالصمد صاحب سے در باب موجود و متحقق ہونے چھ انبیائے دیگر مثل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گفتگو پیش آئی تھی اس کا مآل کیا ہوا دلائل جانبین کیسے پیش ہوئے فقط حرزہ الطاف حسین سیتاپوری۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## الجواب

اصل کیفیت مناظرہ کی یہ ہے کہ جناب مولوی سید عبدالصمد صاحب نے حسب استدعا مولوی نعمان احمد صاحب کے خیر آباد سے سیتاپور کو جاکران کے مکان پر قیام فرمایا اور مولوی نعمان احمد صاحب نے اس خیال سے کہ میں مولوی صاحب اور مولوی امیر احمد صاحب سے کہ وہ محبّ خاص مولوی نعمان احمد صاحب کے ہیں۔ اس مسئلہ خاص میں مناظرہ کراؤں گا دس روز تک ٹھہرایا اور مولوی امیر احمد صاحب چونکہ راجہ پارہ میں مقیم تھے سواری بہل اور ایک رقعہ روانہ کیا۔

مولوی امیر احمد صاحب نے بعد تین روز کے خیر آباد میں آ کر جواب رقعہ مولوی نعمان احمد صاحب کو بھیجا اور اس میں وعدہ کیا کہ قبل نماز جمعہ میں آؤں گا نماز جمعہ تک مولوی نعمان احمد صاحب نے انتظار کر کے جناب مولوی سید عبدالصمد صاحب اور جناب آغا عبدالغنی صاحب وکیل عدالت رئیس لکھنؤ اور جناب ہادی علی خانصاحب تعلق دار سیتاپور اور قاضی امداد علی صاحب

رئیس مچھری ہٹہ اور شیخ ولایت علی صاحب رئیس امریہ اور مرزا اکبر بیگ صاحب کو لے کر وقت عصر خیر آباد میں آئے اور ان صاحبوں نے مجھ راقم جواب کو بھی مکان سے طلب فرمایا غرض کہ سب صاحب مجتمع ہو کر مولوی امیر احمد صاحب کے پاس گئے ۔ وہ سب صاحبوں کو منشی برکت علی خاں صاحب مرحوم کے مکان پر لے گئے اور وہاں پر جناب مولوی سید عبد الصمد صاحب سے گفتگو شروع ہوئی پہلے مولوی سید عبد الصمد صاحب نے در باب موجود و متحقق ہونے چھ انبیائے دیگر مثل جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کیا انہوں نے جواب دینے میں غدر سخیفہ پیش کئے آغا عبد الغنی صاحب نے فرمایا اگر منظور ہو تو گفتگو کیجئے ورنہ صاف جواب دیجئے مولوی صاحب نے پذیرفتہ کیا اور جواب دینے پر آمادہ ہوئے مولوی سید عبد الصمد صاحب نے پوچھا آپ کا اس باب میں عقیدہ کیا ہے انہوں نے فتویٰ علمائے لکھنؤ کا پیش کیا مولوی صاحب نے کہا اگر چہ اس مضمون فتویٰ سے اور آپ کے عقیدہ مروجہ سے مبائنت محض ہے لیکن مجھ کو غرض فتویٰ دیکھنے سے نہیں آپ اپنے عقیدہ کو بیان فرما دیجئے انہوں نے کہا میرا عقیدہ یہ ہے کہ چھ آدمی مثل جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فقط ختم نبوت میں اور چھ زمینوں میں موجود و متحقق ہیں نہ اور صفات کمالیہ میں مولوی سید عبد الصمد صاحب نے افادات ترابی کہ جو بروایات ثقا اور سنا گیا ہے کہ مولوی امیر حسن کی تصنیف ہے اور ان کے شاگرد کی طرف منسوب ہے پیش کی اور کہا کہ دیکھئے اس میں صاف لکھا ہے کہ سات مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ماہیت انسانیہ اور دیگر صفات کمالیہ میں موجود و متحقق ہیں۔

مولوی امیر احمد صاحب نے کہا کہ افادات ترابی میری کتاب نہیں میرے شاگرد کی لکھی ہوئی ہے اس کی خطا کا مجھ سے مواخذہ نہیں ہو سکتا ہے اور آیت لا تزر وازرۃ وزر

اخذ دی اور کہا اس سے مجھ سے علاقہ کیا مولوی عبد الصمد صاحب نے یہ کہہ کر کہ اے حضرت میں
نے افادات ترابیہ کو اس واسطے پیش کیا تھا آپ نے اور آپ کے والد مولوی امیر حسن نے اس
کے مشتہر کرنے میں غایت درجہ کی سعی اور کوشش کی ہے علاوہ اس کے آپ اس کے کل مضامین کو
اپنے مناظرہ احمدیہ میں صحیح لکھ چکی ہیں رکھ دی اور کہا الحمد للہ آپ نے اتنا تنزل تو فرمایا۔ مصرع:

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت است

پوچھا کہ حضرت آپ نے یہ عقیدہ کہاں سے مستنبط کیا ہے مولوی صاحب نے حدیث سبع ارضین
کی پیش کی اور فتح الباری کی عبارت پڑھی مولوی سید عبد الصمد صاحب نے فرمایا کہ اس تشبیہ میں
تخصیص ختم نبوت کی کس جگہ سے مستفاد فرمائی ہے علاوہ اس کے اس عبارت میں مقولہ بیہقی کا
مسطور ہے اور اس مقولہ میں ذکر صحت اسناد کا موجود ہے نہ صحت حدیث کا اور قول صحت اسناد قطعا
قول صحت متن کو لازم نہیں ہے۔ چنانچہ تدریب الراوی میں حافظ جلال الدین سیوطی نے کہ جیسے
تم سند لاتے ہو اور ان کے نقاد حدیث ہونے کی تمہارے اکابر تصریح کرتے ہیں۔ لکھا ہے و
قولهم اى الحفاظ حديث حسن الاسناد اور صحيح دون قولهم صحيح او
حسن لانه يصح او يحسن الاسناد برجاله دون المتن لشذوذ او علة و
كثيرا ما يستعمله الحاكم فى مستدركه انتهى مولوی امیر احمد صاحب نے کہا کہ
مفاتیح شرح مصابیح میں مرقوم و المصنف المعتمد اذا اقتصر على انه صحيح
الاسناد و لم يذكر له علة و لم يقدح فى فا نظاهر انه حكم بانه صحيح. فى
نفسه اس عبارت سے ثابت ہوا صحت اسناد مستلزم صحت متن کو ہوتی ہے مولوی سید عبد الصمد
صاحب نے کہا اولاً اس عبارت سے ہرگز نہیں مفہوم ہوتا ہے کہ قول صحت استاد قطعاً مستلزم قول

صحت متن کو ہو جاتا ہے اور ثانیاً اس عبارت سے اور ما نحن فیہ سے کچھ علاقہ نہیں اس واسطے کہ جس قدر ممدوحین اس اثر کی ہیں ان میں سے کسی نے اس امر کی تصحیح نہیں کی اور اگر فرض کرلیا جائے کہ حاکم نے مستدرک میں اسناد کی تصحیح نہیں کی ہے بلکہ احادیث ہی کی کی ہے تو فقط تصحیح حاکم کا علمائے حدیث کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں ہے دیکھو شاہ عبد العزیز صاحب بھی لبتان المحدثین میں لکھتے ہیں۔

''ور بسیارے از حدیث مستدرک کہ او حکم بصحت آنہا نمودہ مثل احادیث صحیحین انکاشتہ علمائے اجلہ او را تحطیہ کردہ اند و بروی انکار نمودہ و لہذا ذہبی گفتہ حلال نیست کسی را کہ بر تصحیح حاکم غرہ شود تا وقتیکہ تعقیبات و تلقیہات مرا نہ بیند''

اور بیہقی نے حکم صحت اسناد کا کیا اور وہیں شذوذ حدیث کا بھی ذکر کردیا اور ثالثاً اسی عبارت کا مضمون جلال الدین سیوطی نے اسی تدریب الراوی میں نقل کرکے ختم بحث اس پر کیا ہے کہ شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ امام حدیث نہیں عدول کرتا ہے قول صحیح سے طرف قول صحیح الاسناد کے مگر بسبب شذوذ یا علۃ قادحہ کے تو صاف قول شیخ الاسلام سے ثابت ہوا کہ صحیح الاسناد کہنا اور صحیح المتن نہ کہنا یہ نسبت شذوذ یا علۃ قادحہ کے ہوا کرتا ہے۔

مولوی امیر احمد صاحب نے کہا کہ شیخ الاسلام مجہول ہیں ان کا قول قابل اسناد کب ہے۔ مولوی عبد الصمد صاحب نے کہا کہ اولاً یہ کہ میں نے ان سے استناد نہیں کیا ہاں جلال الدین سیوطی کہ جن سے تم بھی سند لاتے ہو ان سے سند پکڑتے ہیں۔

یہ آپ کا اعتراض آپ کی مستند پر ہے نہ مجھ پر اور ثانیاً یہ کہ آپ صاحبوں کا عجیب

حال ہے کہ جس عالم کا نام یا حال معلوم نہ ہو آپ اس کے اوپر مجہولیت کا حکم کردیتے ہیں اور یہ نہیں خیال کرتے کہ جن کو تمہارے اکابر نقاد حدیث لکھتے ہیں وہ ان سے سند لاتے ہیں۔

مولوی صاحب نے کہا کہ زین الدین عراقی اور ابن صلاح نے لکھا ہے کہ جو حدیث فقط صحیح الاسناد بیان کی جائے اور اس میں کوئی شذوذ اور علت قادحہ نہ ہو وہ صحیح المتن بھی ہوا کرتی ہے۔ جیسے یہ حدیث ہے مولوی سید عبدالصمد صاحب نے کہا کہ حال اس حدیث کا یہ ہے۔

اولا یہ قول غیر معصوم ہے اور مخالف ہے قول معصوم کے۔

اور ثانیا یہ کہ اس کے رواۃ میں اعطا ابن سائب ہیں اور ان کو امام نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں مخطین سے لکھا ہے اور ثالثا یہ کہ جلال الدین سیوطی نے اس کے معنی میں تاویل بھی کردی ہے اور رابعا یہ کہ صاحب انسان العیون اور صاحب مقاصد حسنہ اور صاحب ارشاد الساری نے تصریح کردی ہے۔ اس کی مخروج اور مقدوح اور مردود ہونے کی۔

اور خامسا یہ کہ صاحب بحر محیط نے تشریح کردی ہے اس کی موضوع ہونے کی۔

اور سادسا یہ کہ بیہقی نے صاف لکھ دیا ہے اس کے شاذ ہونے کو چنانچہ وہ عبارت یہ ہے الاانه شاذ بمرة.

اور سابعاً یہ کہ باوجود فرض صحت وغیرہ کے بھی مطلب وہابیہ کا بھی اس سے ثابت نہیں مولوی امیر احمد صاحب بمرۃ کے لفظ میں الجھے اور کہا کہ بمرۃ کے معنی ایک مرتبہ کے ہیں مولوی سید عبدالصمد صاحب نے کہا کہ معنی بمرۃ کے بیشک اور بلاشبہہ کے ہیں خود قسطلانی نے اس کو لکھ دیا ہے مولوی امیر احمد صاحب نے کہا کہ قسطلانی قادح نہیں ہیں مولوی عبدالصمد صاحب نے کہا کہ قسطلانی اسی مقولہ بیہقی کے تحت میں ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں لکھتے

ہیں" ففیه انه لایلزم من صحت الاسناد صحة المتن کما ھو معروف عند اھل ھذاالشان فقد یصح الاسناد و یکون فی المتن شذوذا او علة تقدح فی صحة و مثل ھذا لایثبت بالحدیث الضعیف" علاوہ اس کے خود صاحب ہدایہ کا قول نقل کرتے ہیں اس میں صاف لکھا ہے "اخذہ منِ الاسرائیلیات "مولوی امیر احمد صاحب نے کہا کہ حضرت ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کیا ہی نہیں کرتے تھے۔ یہ محض غلط ہے مولوی عبدالصمد نے کہا یہ آپ ہی صاحبوں کی جرأت ہے جو ایسے علمائے دین کو جھوٹا ٹھہرا تے ہو قطع نظر اس کے عراقی نے شرح الفیہ میں اور امام نووی نے تہذیب میں حضرت ابن عباس کا لینا کعب اخیار سے لکھا ہے۔

مولوی امیر احمد صاحب نے کہا کہ صحیح بخاری میں تصریح ہے کہ حضرت ابن عباس نہیں لیتے تھا اسرائیلیات سے مولوی عبدالصمد صاحب نے کہا کہ صحیح بخاری تو یہاں موجود نہیں مگر بالفعل اس قدر کہا جاتا ہے کہ جب شرح صحیح بخاری حضرت ابن عباس کا لینا اسرائیلیات سے لکھتے ہیں تو وہ آپ سے زیادہ صحیح بخاری کو سمجھتے تھے۔ جب گفتگو میں طوالت ہوئی اور حضار جلسہ اور صاحب مکان کا ارادہ ہو برخاست مجلس کا تو جناب ہادی علی خاں صاحب نے کہا کہ حضرت ہم حدیث کو صحیح فرض کئے لیتے ہیں۔ بعد صحت کے بھی یہ حدیث مفید اس عقیدہ کی ہے یا نہیں مولوی امیر احمد صاحب نے کہا کہ عقائد غیر ضروری میں حدیث احاد بھی مقبول ہے۔

مولو عبدالصمد صاحب نے کہا کہ کتب اصول میں صاف مصرح ہے کہ حدیث احاد مفید عقیدہ نہیں ہوتی علاوہ اس مولوی نذیر حسین صاحب نے لکھا ہے کہ خبر عدل واحد مفید عقیدہ نمی شود مولوی امیر احمد صاحب نے کہا کہ مولوی نذیر حسین کیا ائمہ میں ہیں کہ جن کا قول مان ہی

لیا جائے ۔مولوی عبدالصمد صاحب نے کہا یہ حدیث صحاح میں بھی نہیں ہے بلکہ ان کتابوں میں ہے کہ جن کی نسبت تمہارے کبرا لکھتے ہیں کہ یہ کتابیں طبقہ ثالثہ اور طبقہ رابعہ میں داخل ہیں اور طبقہ ثالثہ اور رابعہ کی حدیثیں قابل اس کے نہیں ہیں کہ ان سے کوئی عقیدہ یا عمل تمسک کیا جائے ۔چانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے۔

''طبقہ رابعہ احادیثی کہ نام ونشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبود ومتأخران آن را روایت کردہ اند پس حال آنہا از دوشق خالی نیست یا سلف تفحص کردند وآنہا را اصلی نیافتند ناشغول بہ روایت آنہ می شدند یا یافتند دوران قدحی وعلتی دیدند کہ باعث شد ہمہ آنہا را بر ترک روایت آنہا وعلی کل تقدیر این احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملی بہ آنہ تمسک کردہ شود اور نسبت طبقہ ثالثہ کے لکھا ہے اور احادیث صحیح وحسن وضعیف بلکہ متہم بالوضع نیز در آن کتب یافتہ می شود در حال آن کتب بعضی موصوف بعد آلت اند وبعضی مستور وبعضی مجہول واکثر آن احادیث معمول بہ نزد فقہاء نشدہ اند بلکہ اجماع برخلاف آنہا منعقد گشتہ''۔

اور مولوی بشیرالدین قنوجی رکن وہابی نے تفہیم المسائل میں لکھا ہے۔

''احادیث کتاب ابن جریر از قسم احادیث کتب طبقہ رابعہ اند واحادیث این طبقہ قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملی بہ آنہا تمسک نمودہ شود''۔

اور مولوی امیر احمد صاحب نے یہ عبارتیں سنی اور جلدی کچھ بھی جواب نہ دیا اس قدر شب کو گفتگو ہوئی حق یہ ہے کہ مولوی امیر احمد صاحب نے ابتدائے گفتگو سے آخر تک خارج از

مبحث باتیں بیش از بیش کیں چونکہ شب کی گفتگو کا کوئی محصل نہ نکلا تھا اس واسطے اسی شب کو صبح کو یعنی دوسری ذی الحجہ کو دو سوال کہ وہ مخلص بحث ہیں اور مقصود گفتگو سے تخصیص انہیں سوالات کی تھی۔ جناب مولوی سید عبدالصمد صاحب نے لکھ کر ان کی خدمت میں بھیجی چنانچہ وہ دو سوال اسی جواب کے ساتھ لکھے دیتا ہوں مولوی امیر احمد صاحب نے وہ سوالات واپس کیے چنانچہ جناب منشی زیز احمد صاحب عم قریب مولوی امیر احمد صاحب کے جو سوال لے گئے انہوں نے اپنا نام لکھ کر وہ سوال واپس کیے اور مولوی صاحب نے کچھ جواب نہ لکھا یہ بھی کیفیت مناظرہ کی جو بے کم وکاست خاکسار نے گزارش کی سب حضرات حصار جلسہ اپنے اپنے دستخط اور مہریں فرما دیں فقط مجیب احقر محمد اعظم حسین الصدیقی الخیر آبادی اللھم باسمک شب کو جو مناظرہ مجھ سے اور آپ سے واقع ہوا وہ ختم نہ ہو پایا آخر میں میں نے بعد فرض صحت حدیث کے عبارت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی بشیر الدین صاحب کے پیش کی اس کا جواب آپ کی طرف سے نہ دیا گیا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس کا جواب عنایت ہو اور دو سوال لکھتا ہوں ان کی جوابات شافیہ سے ممنون فرمائیے اور ہر جواب میں استنباط علمائے سابق کا منقول ہو اپنا استنباط زیب ترقیم نہ فرمایا جائے۔

## سوال اول

یہ حدیث منقول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے اس زمانے سے اب تک کسی قرن میں کسی عالم نے کسی تفسیر میں یا شروح حدیث میں یا عموماً کتب مستندہ میں کسی مقام پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ مثل موجود و متحقق ہونے کا استنباط اس حدیث سے

فرمایا ہے یانہیں اور بر تقدیر اول کوئی سند اس کی پیش کیجئے اور اب تک استنباط نہیں کیا تو اس کی کیا وجہ ہے۔

## سوال دوم

ایسی حدیث احاد کہ جس کی صحت میں گفتگوئیں ہیں اگر بفرض محال موافق آپ کے کہنے کے صحیح مان بھی لی جائے تو حدیث احاد سے استنباط عقیدہ کا کرنا اور ایسا عقیدہ کہ خلاف کلام اللہ وحدیث رسول اللہ کے سے جائز ہے یانہیں اور درصورت جواز کی سند کتب معتمدہ سے پیش کیجئے حررہ السید عبد الصمد السہسوانی میں یہ سوالات مولوی عبد الصمد صاحب کی طرف سے مولوی امیر احمد صاحب کے پاس لے گیا انہوں نے سوالوں کو اول سے آخر تک دیکھ کر جواب میں کہا کہ میں جواب نہیں لکھتا چونکہ مولوی امیر احمد نے ان سوالوں کا جواب نہ دیا۔ لہذا یہ کاغذ میں نے مولوی عبد الصمد صاحب کو اپنی دستخط کر کے واپس کیا۔

العبد سید عزیز احمد سہسوانی

یہ مناظرہ میرے سامنے ہوا یہ تحریر صحیح ہے۔

یہ بیان سب صحیح ودرست ہے میں بھی اس مناظرہ میں موجود تھا اور یہ مناظرہ میرے مکان پر واقع ہوا۔

سید نبی بخش رضوی

محمد شریف الحسن

جو بیان مولوی اعظم حسین صاحب نے رقم کیا ہے حرفاً حرفاً صحیح ودرست ہے کسی طرح کی تحریف اور تصرف اپنی طرف سے نہیں کیا راقم اول سے آخر صحبت تک موجود تھا بلکہ سوالات

بھی جناب مولوی سید عبد الصمد صاحب نے میرے سامنے مجھ کو لکھ کر مولوی امیر احمد صاحب کی خدمت میں بھیجی اور اس کا جواب صاف سید عزیز احمد صاحب کی معرفت آیا چنانچہ اس سوالات کے تحت میں سید عزیز احمد صاحب نے دستخط بھی اپنی طرف سے بنظر تصدیق کئے ہیں۔

العبد غلام محمد ہادی علی خاں غفر اللہ ذنوبہ لکھنوی

یہ بیان مسطورہ بالا حرف بحرف صحیح و درست ہے اور بندہ آثم بھی شریک جلسہ مناظرہ تھا۔

العبد سید عزیز احمد سہوانی

یہ بیان سب صحیح ہے۔

العبد شیخ علی احمد ساکن موضع اوگھتی

یہ نحیف اول سے آخر تک شریک مناظرہ تھا یہ بیان حرف بحرف سب صحیح و درست ہے۔

لطف حسین

۱۲۶۰

میں بھی ایک شریک جلسہ تھا یہ تحریر صحیح تھا ہے۔

محمد عبد الغنی وکیل عدالت

یہ مناظرہ صحیح اور ہمارے سامنے ہوا۔

امراد علی

یہ مناظرہ نہایت صحیح ہے بندہ خود اس جلسہ میں موجود تھا۔

ولایت علی

کمترین بھی حاضر جلسہ مناظرہ تھا اور جو کچھ طرفین سے تقاریر ہوئیں لفظ بہ لفظ اچھی طرح سنتا تھا واقعی یہ سب کیفیت راست بے کم و کاست ہے۔

محمد جعفر متولی

یہ احقر بھی حاضر جلسہ تھا اور یہ تقریر جو اس میں لکھی ہے وہ سب صحیح ہے۔

محمد ابرار حسین

۱۲۶۶ھ

خاکسار نے بغرض احقاق اور ابطال باطل اور رفع تکفر باہمی مناظرہ کے لئے تحریک کی ہر چند سید محمد حسین خاں صاحب بنظر توہم وقوع مفاسد مانع ہوئے مگر تاہم بندہ کی کوشش سے مطارحہ واقع ہوا راقم جلسہ شب میں حاضر تھا صبح کے وقت جو تحریرات واقع ہوئیں اس کی کیفیت مجھ کو معلوم نہیں مولوی امیر احمد صاحب نے فرمایا کہ مولوی سید عبدالصمد صاحب کو مولوی محمد اسحٰق سے جو کچھ استفسار کرنا ہو کرلیں مولوی صاحب میرے مخاطب صحیح نہیں ہو سکتے مگر احقر العبا کی استدعا سے مولوی صاحب سولات کے پاسخ گذاری پر آمادہ ہوئے چنانچہ مولوی عبد الصمد صاحب کی مناظرات کی میں تصدیق کرتا ہوں صرف ایک اس امر میں کہ مولوی نذیر حسین صاحب ائمہ دین سے نہیں ہے۔ میں نے یہ بات مولوی امیر احمد کی زبان سے نہیں سنی وہاں اس قدر شور و شغب اور میر محمد حسین خاں صاحب کی اغرہ کی جانب سے برخاست مجلس اور قطع سلاسل مناظرات میں اس قدر سخت کوشی اور گرم جوشی اور ازدہام بلیغ تھا کہ بمشکل تمام کلام متخاصمین مسموع ہوتے تھے۔ بہر کیف بمووای شعر:

نہ حسنش غایتی دارد نہ سعدی راسخن پایان
بمیر د تشنہ مستسقی دو دریا ہمچنان باقی

نوبت اختتام کلام کی نہ آئی دل کی آرزو دل ہی میں رہی۔

حرره لعبد العاصی نعمان احمد عفی اللہ الصمد.

نصیر و حامی نعمان احمد

# تمام شد

**قوم وملت اور مسلک اہلسنت کا بیباک ترجمان**

# ماہنامہ ضیاء الصمد

اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

آپ اپنی دینی، اور مذہبی معلومات میں اضافہ کے لئے

پہلی فرصت میں سالانہ فیس ۱۲۵؍ روپے ارسال فرما کر

ادارہ کا تعاون کریں۔ اور اپنی ممبری شپ قائم کرائیں۔

**رابطہ کا پتہ:۔**

دفتر ماہنامہ **ضیاء الصمد**

جامع مسجد، پھپھوند شریف، ضلع اوریا، یوپی۔ 206247

چیک یا ڈرافٹ:۔ ’’جامعہ صمدیہ‘‘ JAMIA SAMADIA

## MAKTABA SAMADIA

AT/P.O. PHAPHUND SHARIF DISTT. AURAIYA PIN: 206247 (U.P.)

Ph.: (05683) 240162, 240317